67886 ـ سارا زيور صدقہ كرنے كى نذر مانى اور اس كے ذمہ زكاۃ بھى ہے تو كيا كرنا ہو گا ؟

سوال

ايك عورت بيمار ہوئى تو اس نے نذر مانى كہ اگر اللہ تعالى نے اسے شفايابى سے نوازا تو وہ اپنا سارا زيور صدقہ كرے گى، اور شفايابى كے بعد نادم ہوئى! اب اس سوال ہے كہ:
كيا اس نذر كا كفارہ ہے؟ اور اگر يہ نذر لازما پورى كرنا ہو گى؛ تو اس زيور پر آٹھ برس كى زكاۃ واجب الادہ ہے؛ كيا وہ ان سب سالوں كى زكاۃ ادا كرے گى؟ اور كيا اسى زيور سے ادا كرنا ہو گى يا نہيں ؟

پسنديدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

نذر ماننى مشروع نہيں ہے كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نے اس سے منع فرمايا ہے؛ اس كى دليل عبد اللہ بن عمر رضى اللہ تعالى عنہما كى روايت كردہ حديث ہے، وہ بيان كرتے ہيں كہ:

رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم نذر ماننے سے منع كرتے ہوئے فرمايا:

" يہ كسى چيز كو واپس نہيں كرتى بلكہ يہ تو بخيل سے نكالنے كا ايك بہانہ ہے "

متفق عليہ، يہ الفاظ بخارى شريف كے ہيں.

اس ليے ہر مسلمان مرد و عورت كو نذر سے دور ہى رہنا چاہيے، اور اپنے آپ پر ايسى چيز لازم نہيں كرنى چاہيے ہو سكتا ہے جسے پورا كرنے وہ عاجز آجائے اور وہ نذر پورى كرنى مشكل ہو اور پھر وہ گناہ اورحرج ميں پڑ جائے"

ديكھيں: فتاوى اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلميۃ والافتاء (23 / 362).

باوجود اس كے كہ نذر ماننى اصلا مكروہ ہے، ليكن جس شخص نے كوئى اطاعت و فرمانبردارى كرنے كى نذر مانى تو اسے پورا كرنا لازم ہے؛ كيونكہ رسول كريم صلى اللہ عليہ وسلم كا فرمان ہے:

" جس كسى نے اللہ تعالى كى اطاعت و فرمانبردارى كرنے كى نذر مانى تو وہ اللہ تعالى كى اطاعت و فرمانبردارى كرے، اور جس نے اللہ كى نافرمانى و معصيت كرنے كى نذر مانى تو وہ اس كى نافرمانى و معصيت نہ كرے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (6202).

دوم:

مالی صدقہ کرنے کی نذر ماننا اطاعت و فرمانبرداری کی نذر ہے جس کا پورا کرنا لازم ہے.

اور جس کسی نے بھی اپنا سارا زیور صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت:

یہ زیور ہی اس کا سارا مال اور پونجی ہو، تو اس زیور کا ایک تہائی حصہ صدقہ نکالنا کافی ہو گا، امام احمد رحمہ اللہ تعالی کا یہی مذہب ہے.

اور کچھ اہل علم نے سارا مال ہی صدقہ کرنا واجب قرار دیا ہے، جن میں امام شافعی رحمہ اللہ تعالی شامل ہیں.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" جس شخص نے اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو تو اس کا ایک تہائی حصہ ادا کرنے سے ادا ہو جائے گا، امام زہری اور امام مالک رحمہما اللہ تعالی کا یہی قول ہے.

اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں: زکاۃ والا مال سارا صدقہ کرے گا...

اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

وہ اپنا سارا مال صدقہ کرے گا؛ کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

" جس نے بھی اللہ تعالی کی اطاعت و فرمانبرداری کرنے کی نذر مانی ہو تو وہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے "

اور اس لیے بھی کہ وہ اطاعت کی نذر ہے، لہذا اسے پورا کرنا لازم ہے، مثلا نماز اور روزے کی نذر.

اور اس کا ایک تہائی حصہ صدقہ کرنے کی دلیل یہ ہے کہ جب ابو لبابہ رضی اللہ تعالی نے کہا کہ میری توبہ میں ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راستے میں صدقہ کرتا ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو لبابہ رضی اللہ تعالی کو فرمایا:

" تجھے ایک تہائی حصہ صدقہ کرنا ہی کافی ہو جائے "

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی نے مشکاۃ المصابیح حدیث نمبر (3439) کی تخریج میں اسے صحیح قرار دیا ہے.

اور کعب بن مالك رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم: میری توبہ میں یہ بھی ہے کہ میں اپنا سارا مال اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے صدقہ کرتا ہوں، تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اپنا کچھ مال رکھ لو" متفق علیہ.

اور ابو داود کی روایت میں ہے:

" تیرے لیے ایك تہائی حصہ (کا صدقہ کرنا) کافی ہو جائے گا "

علامہ البانی رحمہ اللہ تعالی صحیح ابو داود حدیث نمبر (3319) میں کہتے ہیں: اس کی سند صحیح ہے. انتہی.

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ المقدسی (11 / 340) کچھ کمی و بیشی کے ساتھ.

معنی یہ ہوا کہ: اگر نذر مانی ہوئی معین چیز سارے مال کو اپنے اندر سمو لے تو اس کا حکم اس شخص کا حکم ہو گا جس نے اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو، تو اس کے لیے ایك تہائی حصہ صدقہ کرنا کافی ہوگا.

اور شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" سنت میں ہے کہ جس شخص نے اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہو اس کے لیے ایك تہائی حصہ صدقہ کرنا کافی ہو گا، کیونکہ سارا مال صدقہ کرنے میں ضرر ہے"

دیکھیں: الفتاوی الکبری (6 / 188).

اور ابن قیم رحمہ اللہ تعالی نے بھی اسی طرح " اعلام الموقعین (3 / 165) " میں کہا ہے.

اور راجح وہی ہے جس کی طرف حنابلہ گئے ہیں، اور مستقل فتوی کمیٹی " اللجنۃ الدائمۃ " کا فتوی بھی یہی ہے، کمیٹی سے مندرجہ ذیل سوال دریافت کیا گیا:

اگر کسی شخص نے ہمیشہ اپنی ساری تنخواہ اللہ تعالی کے راستے میں دینے کی نذر مانی تو اس کا حکم کیا ہے؟

کمیٹی کا جواب تھا:

" آپ کے لیے تنخواہ کا ایك تہائی صدقہ کرنا کافی ہو گا، کیونکہ جس نے اپنا سارا مال صدقہ کرنے کی نذر مانی تھی

اسے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

" تجھ سے ایك تہائی حصہ کی ادائیگی کفائت کر جائے گی "

اسے ابو داود نے روایت کیا ہے. انتہی

دیکھیں: فتاوی اللجنۃ الدائمۃ للبحوث العلمیہ والافتاء (23 / 225).

دوسری حالت:

اس کے پاس زیور کے علاوہ اور بھی مال ہو، تو اس عورت پر اپنی نذر کے مطابق سارا زیور صدقہ کرنا لازم ہے.

ابن قدامہ رحمہ اللہ تعالی کہتے ہیں:

" اور جب کوئی شخص اپنے مال میں سے کوئی معین یا مقدار مثلا ایك ہزار روپے صدقہ کرنے کی نذر مانے تو امام احمد سے روایت کیا جاتا ہے کہ: اس کا ایك تہائی دینا جائز ہے؛ کیونکہ اس نے مال صدقہ کرنے کی نذر مانی ہے، تو اسے کے لیے ایك تہائی صدقہ کرنا کفائت کر جائےگا، سارے مال کی طرح.

اور صحیح مذہب یہی ہے کہ وہ سارا ہی صدقہ کرے، کیونکہ اس نے وہ مال نذر مانا ہوا ہے، اور وہ فعل نیك و صالح اور اللہ تعالی کا قرب حاصل کرنے کے لیے ہے، لہذا سب نذر والی اشیاء کی طرح اسے بھی پورا کرنا لازم ہے، اور اللہ تعالی کے مندرجہ ذیل فرمان کے عموم کی بنا پر بھی:

وہ نذروں کو پورا کرتے ہیں الانسان (7).

اختلاف تو سارے مال میں ہے کیونکہ اس میں حدیث وارد ہے، اور اس لیے بھی کہ سارا مال صدقہ کرنے میں ضرر لاحق ہوتا ہے، الا یہ کہ یہاں اگر نذر سارا مال ہی اپنے انذر سمو لے تو پھر اسی طرح ہو گا"

دیکھیں: المغنی لابن قدامہ المقدسی (11 / 340).

سوم:

رہا مسئلہ زیور کی زکاۃ کا: تو اس کے آٹھ برسوں کی زکاۃ ادا کرنی ضروری ہے، چاہے (پچھلی تفصیل کے مطابق) ہم سارا زیور صدقہ کرنے کا کہیں یا ایك تہائی دونوں حالتوں میں اس کی زکاۃ ادا کرنا ضروری ہے؛ کیونکہ زکاۃ اس پر ایك قرض اور واجب ہے، اور اس کا نذر کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، لیکن اگر زیور کی زکاۃ سارا زیور ہی بن جائے تو پھر اسے زکاۃ کسی اور مال سے ادا کرنی چاہیے نہ کہ وہ زیور ہی زکاۃ میں دے دے.

اور اگر اس پر زیور کا ایک تہائی حصہ صدقہ لازم آتا ہو تو اس کے لیے باقی زیور سے زکاۃ ادا کرنی جائز ہے ۔ اگر زیور اس کے لیے کافی ہو ۔ اور دوسرے مال سے بھی.

واللہ اعلم .